محمد وسیم اختر مفتی

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت مقداد کا شجرۂ نسب قحطان سے جاملتا ہے جو جنوبی یمن کے قبائل کے جد اعلیٰ تھے۔قحطان کی چوتھی نسل میں حمیر اور نویں میں قضاعہ ہوئے۔ بہرا بنو قضاعہ کی ایک شاخ تھی، حضرت مقداد اسی سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے بہرانی کہلاتے ہیں۔ ان کے والد عمرو بن ثعلبہ (ایک روایت: مقداد) نے اپنی قوم کے ایک آدمی کو قتل کر دیا پھر بھاگ کر حضر موت چلے گئے اور قبیلۂ کندہ کے حلیف بن گئے تب وہ کندی اور حضرمی کی نسبتوں سے مشہور ہو گئے۔ عمرو نے کندہ کی ایک عورت سے شادی کی جس سے مقداد پیدا ہوئے۔مقداد بڑے ہوئے تو ان کا ابوشمر بن حجر کندی سے جھگڑا ہو گیا۔انھوں نے تلوار مار کر اس کا پاؤں کاٹ دیا اور بھاگ کر مکہ چلے گئے اور بنوزہرہ کے اسود بن عبد یغوث کے حلیف بن گئے۔ اسود نے خط لکھ کر عمرو کو بلایا اور مقداد کو متبنیٰ بنالیا۔ چنانچہ وہ مقداد بن اسود زہری کے نام سے مشہور ہو گئے۔ یہ روایت بھی موجود ہے کہ مقداد سیاہ فام تھے اور لے پالک بننے سے پہلے اسود کی غلامی میں تھے۔ جب منہ بولے بیٹوں کے بارے میں اللہ کا یہ حکم نازل ہوا، ''اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ۔انھیں ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے پکارو، یہی اللہ کے ہاں زیادہ قرین انصاف ہے۔اور اگر تمھیں ان کے آبا کا علم ہی نہ ہو تو تمھارے دینی بھائی اور تعلق دار ہیں۔ (الاحزاب ۳۳: ۵) تو انھیں مقداد بن عمرو کہا جانے لگا تاہم ان کی پہلی شہرت برقرار رہی۔

مقداد کی کنیت ابو عمر یا ابو معبد یا ابو اسود تھی۔ حضرت مقداد ''السابقون الاولون'' میں سے تھے، لیکن شروع میں

انھوں نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ معلوم نہیں کہ پہلے پچاس مسلمانوں میں ان کا کون سا نمبر تھا تاہم، یہ واضح ہے کہ قبول اسلام کے وقت ان کی عمر چوبیس برس تھی۔ اسلام کی طرف ان کی سبقت اس روایت سے خوب ظاہر ہو جاتی ہے جو عبداللہ بن مسعود نے روایت کی، جن اہل ایمان نے سب سے پہلے اپنے ایمان کا اعلان کیا، سات تھے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمار، سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد (دوسری روایت خباب)۔ آپ کی حفاظت اللہ نے آپ کے چچا ابوطالب کے ذریعے سے کی، سیدنا ابوبکر کے دفاع کا ذریعہ ان کی قوم بنی، باقی پانچوں کو مشرکین لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ کی تپش دیتے۔ (مقدمۂ ابن ماجہ، رقم ۱۵۰، مسند احمد، رقم ۳۸۳۲)

حضرت مقداد کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن ضباعہ سے ہوئی۔ وہ زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ ان دونوں کی شادی کا قصہ یوں بیان کیا جاتا ہے، ایک بار حضرت مقداد اور حضرت عبدالرحمان بن عوف اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عبدالرحمان نے مقداد سے کہا، تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ مقداد نے جواب دیا، آپ اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دیں۔ عبدالرحمان غصے میں آ گئے اور مقداد کو برا بھلا کہا۔ مقداد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا، میں تمھارا بیاہ کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ضباعہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ وہ خوب صورت ہونے کے ساتھ ذہین بھی تھیں۔

حضرت مقداد کو مہاجر الہجرتین کہا جاتا ہے، کیونکہ انھیں حبشہ و مدینہ، دونوں شہروں کی طرف ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ۵ نبوی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انھیں حبشہ جانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا، وہاں ایسا حکمران ہے جو اپنی سلطنت میں ظلم روا نہیں رکھتا۔ مقداد جعفر بن ابوطالب کے ساتھ کشتی میں سفر کرنے والے سڑسٹھ مسلمانوں میں شامل تھے، یہ ہجرت ثانیہ نہیں بلکہ پہلی ہجرت حبشہ کا دوسرا مرحلہ تھا۔ مقداد ہجرت مدینہ سے قبل ہی حبشہ سے مکہ لوٹ آئے۔ جب یہ افواہ پھیلی کہ قریش اسلام لے آئے ہیں تو تینتیس مسلمانوں کا ایک گروپ مکہ پہنچا۔ سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا عبدالرحمان بن عوف، سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا مقداد بن اسود ان میں شامل تھے۔ اس خبر کے غلط ثابت ہونے پر کچھ مہاجرین حبشہ واپس چلے گئے، یہ ہجرت ثانیہ تھی۔ چند اصحاب مکہ ٹھہر گئے، مقداد انھی میں سے ایک تھے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی، مقداد نہ جا سکے۔ شوال ۱ھ (دوسری روایت، ربیع الاول ۲ھ) میں آپ نے عبیدہ بن حارث کی قیادت میں ساٹھ سے زائد مہاجرین کا سریۂ بطن رابغ کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ جحفہ کے قریب واقع مقام ثنیۃ المرہ تک پہنچا تھا کہ دوسو افراد پر مشتمل قریش کے ایک بڑے قافلے سے اس کی مڈبھیڑ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہوئی جو ابوسفیان (یا عکرمہ بن ابوجہل) کی قیادت میں سفر کر رہا تھا۔لڑائی تو نہ ہوئی تاہم حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر برسایا جو راہ خدا میں چلایا جانے والا پہلا تیر تھا۔مشرکین کے قافلے سے مقداد بن عمرو (مقداد بن اسود) اور عتبہ بن غزوان بھاگ کر مسلمانوں سے آ ملے۔یہ دونوں مسلمان تھے،لیکن مدینہ پہنچنے کے لیے کفار کے قافلے میں شامل ہو گئے تھے۔

مدینہ تشریف لانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو دس دس کی ٹکڑیوں میں بانٹ دیا پھر ہر ٹکڑی کو رہنے کے لیے ایک گھر دیا،حضرت مقداد ان صحابہ میں شامل تھے جو آپ کے ساتھ رہ رہے تھے۔خود بیان کرتے ہیں،میں دو اصحاب کی معیت میں ہجرت کر کے مدینہ آیا۔کسی نے ہماری مہمانی نہ کی تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے،وہاں چار بکریاں (مسلم:تین،مسند احمد،ایک روایت:ایک بکری) بندھی تھیں۔فرمایا،مقداد!ان کا دودھ دوہ لو اور ہر ایک کو اس کا حصہ دے دو۔چنانچہ دودھ دوہ کر تقسیم کرنا میرا معمول بن گیا۔آپ روزانہ رات کو تشریف لاتے،مسجد جا کر نماز پڑھتے اور دودھ نوش فرما لیتے۔ایک روز میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ نکال کر رکھا اور بستر پر لیٹ گیا۔پھر شیطان نے مجھ پر غلبہ پا لیا،سوچا کہ آپ تو انصار کے ہاں گئے ہوئے ہیں،آپ کا حصہ میں ہی پی لیتا ہوں۔دودھ پی چکا تو پریشانی لاحق ہوگئی کہ آپ بھوکے پیاسے آئیں گے اور برتن کو خالی پائیں گے۔میں اپنی اونی چادر منہ پر ڈال کر پڑا تھا کہ آپ آئے،آہستہ سے سلام کیا تاکہ جاگتا ہوا سن لے اور سوئے ہوئے کی نیند خراب نہ ہو۔نماز پڑھ کر دودھ کا برتن خالی دیکھا تو دعا فرمائی،اللہ!جو مجھے پلائے،اسے سیر کر دے اور جو کھلائے اس کا پیٹ بھر دے۔آپ کی دعا کو میں نے غنیمت سمجھا،اٹھا،چھری پکڑی اور بکریوں کی طرف بڑھا۔ان کو ٹٹولا،کون سی زیادہ فربہ ہے کہ اسے ذبح کر لوں۔اچانک میرا ہاتھ ایک کے پستان پر پڑا،معلوم ہوا کہ دودھ سے بھرا ہے۔باقی دونوں کو ہاتھ لگایا تو وہ بھی پُر تھے چنانچہ دودھ دوہ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔آپ نے پوچھا،مقداد!کیا کوئی غلط بات کر دی ہے؟میں نے کہا،آپ پی لیں،پھر بتاتا ہوں۔آپ نے مجھے بھی لینے کو کہا تو میں نے کہا،آپ ہی نوش فرما لیں۔آپ سیر ہو گئے تو باقی دودھ مجھے دے دیا۔میں نے سارا قصہ سنایا۔فرمایا،یہ برکت ہے جو اللہ کی طرف سے آسمان سے اتری ہے۔تم بتاتے تو تمھارے دونوں ساتھیوں کو جگا کر ان کو بھی پلا دیتا۔(مسلم،رقم ۵۴۱۲،مسند احمد،رقم ۲۳۸۱۲)مسند احمد کی روایت ۲۳۸۱۸ میں ہے کہ آپ نے مقداد کو بکری ذبح کرنے سے منع کیا اور اس کے پستان پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ سے لبالب بھر گیا۔عاصم کی روایت کے مطابق مقداد مدینہ میں کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد کی مواخات جبار بن صخر

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

(دوسری روایت: ابوذر غفاری، تیسری روایت: عبداللہ بن رواحہ) سے قائم فرمائی۔ آپ نے ابی بن کعب کے مشورہ پر مقداد کو بنو حُدیلہ میں زمین عنایت فرمائی، ابی کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

۲ھ (ذی قعدہ ۱ھ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس صحابہ کا ایک سریہ خرار کی طرف روانہ فرمایا۔ انھیں قریش کے ایک قافلے کا راستہ روکنا تھا۔ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو امیر بنایا اور حضرت مقداد بن اسود کو سفید پرچم عطا کیا۔ مسلمان پانچ دن کے بعد پیدل سفر کے بعد منزل مقصود پر پہنچے تو پتا چلا کہ مشرکین کا قافلہ ایک روز پہلے یہاں سے جا چکا ہے۔ آپ نے خرار سے آگے نہ جانے کی ہدایت فرمائی تھی اس لیے یہ دستہ لوٹ آیا۔

حضرت مقداد نے جنگ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں بھر پور حصہ لیا۔ رمضان ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی قیادت میں شام سے لوٹنے والے قریش کے تجارتی قافلے کو روکنے کا ارادہ کیا۔ ابوسفیان نے راستہ بدل لیا اور مدینہ سے ہٹ کر ساحل سمندر کی طرف نکل گیا۔ اسی اثنا میں قریش کا ایک بڑا لشکر قافلے کا دفاع کرنے کے لیے مکہ سے چل پڑا۔ آپ نے جوابی کارروائی کرنے کے لیے صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ سیدنا ابوبکر و عمر نے حمایت اور جاں نثاری کا خوب یقین دلایا۔ حضرت مقداد نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ''یا رسول اللہ! اللہ کی طرف سے آپ کو جو حکم ہوا ہے، کر گزریے۔ واللہ! ہم آپ کو وہ جواب نہ دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا، 'فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ'۔ ''جاؤ! تم اور تمھارا رب مل کر لڑ لو، ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں'' (المائدہ ۵: ۲۴)۔ ہم تو کہتے ہیں، جایئے! آپ اور آپ کا رب مل کر لڑیں۔ ہم بھی آپ کے شانہ بشانہ لڑیں گے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر آپ ہمیں برک غماد (مکہ سے بھی آگے ساحل سمندر پر واقع ایک مقام یا یمن کی دور دراز کی ایک بستی) تک لے جانا چاہیں تو بھی ہم آپ کے شانہ بشانہ تلوار زنی کرتے چلیں گے اور آپ کو وہاں تک پہنچا کر دم لیں گے۔ ہم آپ کے دائیں بائیں ہو کر قتال کریں گے، آپ کے آگے پیچھے ہو کر لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح دے دے۔'' آپ نے انھیں خیر و برکت کی دعا دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں: ''میں نے اس موقع پر مقداد کا وہ رنگ دیکھا کہ اب یہ حسرت مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو گئی ہے، کاش یہ سب ان کے بجائے میں نے کہا ہوتا۔ میں نے دیکھا کہ مقداد کی تقریر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مسرت سے دمک اٹھا۔'' (بخاری، رقم ۳۹۵۲، ۴۶۰۹) انصار کی طرف سے حضرت سعد بن معاذ نے بھی ایسے ہی کلمات کہے۔

حضرت مقداد کو اللہ کی راہ میں قتال کرنے والے پہلے گھڑ سوار کا شرف حاصل ہوا۔ سیدنا علی کہتے ہیں، جنگ بدر

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

میں مقداد اکیلے شاہ سوار تھے،ان کے علاوہ کسی کے پاس گھوڑا نہ تھا۔(نسائی، رقم ۸۲۳، مسند احمد، رقم ۱۰۲۳، ۱۳۸) سیدنا علی ہی سے مروی دوسری روایت ہے، (قریش کے سو گھوڑوں کا مقابلہ کرنے کے لیے) ہماری فوج میں دو ہی گھوڑے تھے، سیدنا زبیر کا اور حضرت مقداد بن اسود کا۔(دلائل النبوہ، بیہقی ۳/۳۹) مقداد میسرہ پر متعین تھے، ان کا گھوڑا چتکبرا تھا، اس کا نام سبحہ (لمبی سیر) یا بعزجہ تھا۔ زبیر کے پاس اسلامی فوج کے میمنہ کی کمان تھی، ان کے گھوڑے کا نام یعسوب (شہد کی مکھیوں کا سردار، گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی) تھا۔ سعد بن خیثمہ اور مصعب بن عمیر بھی باری باری انھی دو گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑتے رہے۔(دلائل النبوہ، بیہقی ۳/۱۱۰) تیسری روایت بیان کرتی ہے، اس معرکۂ فرقان میں دو گھوڑوں نے حصہ لیا، ایک، مقداد بن اسود کا سبحہ، دوسرا سبل نامی جو مرثد بن ابو مرثد کے پاس تھا۔(ابن سعد) مقداد نے جنگ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کٹر دشمن نضر بن حارث کو قید کیا۔ آپ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا تو سیدنا علی نے اثیل لے جا کر اس کو قتل کیا۔ ایک روایت کے مطابق اس معرکے میں مقداد (دوسری روایت: بلال) نے زید بن ملیص کو قتل کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جنگ احد میں حضرت زبیر بن عوام گھڑ سواروں کے قائد تھے، حضرت مقداد بن اسود ان کے ساتھ تھے۔ دوسری روایت کے مطابق مقداد کے پاس پیادہ فوج کی کمان تھی۔

جنگ احد اور جنگ خندق میں مقداد نے خوب تیر اندازی کی۔

۶ھ غزوۂ ذی قرد: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال فے کے اونٹ بنو غفار کے گلہ بان کی نگرانی میں جنگل میں چر رہے تھے، اس کی بیوی ساتھ تھی۔ بنو فزارہ کے عیینہ بن حصن (طبری: عبدالرحمان بن عیینہ) نے بنو غطفان کے کچھ گھڑ سواروں کے ساتھ مل کر غارت گری کی، چرواہے کو مار ڈالا، اس کی بیوی کو پکڑ لیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ اتفاق سے سلمہ بن اکوع اور طلحہ بن عبیداللہ کا غلام وہاں سے گزرے اور کفار کے گھوڑوں کو جاتے دیکھ لیا۔ وہ مدینہ کے قریب واقع جبل سلع پر چڑھ گئے اور مدد کی پکار دی، واصباحاہ! ہائے صبح کی غارت گری! پھر لٹیروں کا پیچھا کیا اور بے مثال تیر اندازی کر کے اونٹ چھڑا لیے۔ سلمہ کی پکار سن کر مدینہ کے شہ سوار بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے مقداد بن اسود پہنچے، پھر عباد بن بشر، سعد بن زید، اسید بن ظہیر، عکاشہ بن محصن، محرز بن نضلہ، حارث بن ربعی اور عبید بن زید آ گئے۔(ابن ہشام) آپ نے سعد بن زید کو امیر مقرر کر کے اس دستے کو حملہ آوروں کے پیچھے بھیجا۔ اونٹ مدینہ پہنچے تو آپ نے صحابہ میں بانٹ دیے۔ غزوہ کے بعد حسان بن ثابت نے مقداد کی مدح میں اشعار کہے تو قائد سریہ سعد بن زید ان سے ناراض ہو گئے۔ تب انھوں نے سعد کے لیے الگ شعر

کہے۔سلمہ بن اکوع کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے دستے میں سے اخرم اسدی سب سے پہلے پہنچے پھر ابوقتادہ انصاری اور مقداد بن اسود آئے۔(مسلم، رقم ۴۷۰۲، مسند احمد، رقم ۱۶۵۳۹)

۷ھ حضرت مقداد نے جنگ خیبر میں حصہ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے حاصل ہونے والے غلے میں سے ازواج مطہرات اور فاطمہ زہرا کے حصے لکھوائے تو مقداد اور اسامہ کے حصے بھی تحریر کیے گئے۔عثمان اور عباس نے گواہی ثبت کی۔مال غنیمت میں سے مقداد کو ملنے والے پندرہ وسق (ایک وسق: ساٹھ صاع، پندرہ وسق: پندرہ اونٹوں پر آنے والا غلہ) جو معاویہ نے ایک لاکھ درہم میں خرید لیے۔

۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کی مہم پر جانے کا ارادہ کیا۔حاطب بن ابی بلتعہ نے اطلاع کا خط لکھ کر ایک باندی کے ذریعے قریش کو بھیج دیا۔آپ کو فوراً وحی سے خبر ہو گئی، آپ نے علی، زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا، ''مدینہ و مکہ کے مابین واقع جگہ روضۂ خاخ پہنچو گے تو تمھیں اونٹ کے ہودے میں سوار ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس خط ہو گا، وہ لے لینا۔'' دونوں اصحاب وہ خط لے کر آپ کے پاس پہنچے تو عمر نے حاطب کا سر قلم کرنا چاہا، لیکن آپ نے بدری ہونے کی وجہ سے انھیں چھوڑ دیا۔حاطب نے بھی کہا کہ انھوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے بلکہ مشرکوں کے ہاں موجود اپنی والدہ اور دوسرے اعزہ کو بچانے کے لیے ایسا کیا۔(بخاری، رقم ۳۰۰۷، مسلم، رقم ۶۴۸۵)

۸ھ، فتح مکہ کے موقع پر مقداد کے پاس جیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میمنہ کی کمان تھی۔

۹ھ، عام الوفود: تیرہ ارکان پر مشتمل قبیلۂ بہرا کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مدینہ آیا تو اپنے ہی قبیلے سے تعلق رکھنے والے مقداد بن عمرو (اسود) کا مہمان ہوا۔

ایک بار اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تو دیکھا کہ چند غریب اہل ایمان آپ کے ہم نشین ہیں۔اپنے اپنے قبیلے کے ان سرداروں نے ان مسکینوں کو نظر حقارت سے دیکھ کر مطالبہ کیا، ہم آئیں تو آپ ان کے پاس سے اٹھ جائیں۔آپ اس بات پر آمادہ ہوئے تھے کہ جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ، مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ

(اے نبی!) ان لوگوں کو نہ دھتکاریے جو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے صبح و شام اسے پکارتے ہیں۔ان کے حساب میں سے آپ پر کچھ عائد نہیں ہوتا اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی ان پر کوئی

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

الظّٰلِمِیْنَ. (الانعام ۶:۵۲) ذمہ داری نہیں۔ایسا نہ ہو کہ انھیں دھتکار کر آپ ظالموں میں شامل ہو جائیں۔‘‘

مشہور روایت ہے کہ یہ غربا صہیب، بلال، عمار اور خباب تھے، لیکن ابن ماجہ کی روایت (۴۱۲۸) میں خباب کی بجاے مقداد بن اسود کا ذکر ہے، اس میں سعد اور عبداللہ بن مسعود کا اضافہ بھی ہے۔

ایک بار مقداد رفع حاجت کے لیے مدینہ کے غیر آباد مقام بقیع خبخبہ (خبجبہ یا جبجبہ) گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک چوہا ایک بل سے دینار باہر نکال رہا ہے۔ وہ ایک ایک کر کے دینار نکالتا رہا حتیٰ کہ سترہ دینار ہو گئے۔ پھر اس نے ایک سرخ کپڑا (تھیلی) نکالا جس میں ایک دینار بچا تھا۔ اٹھارہ دینار ہو گئے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہا، اس کی زکوٰۃ لے لیجیے۔ آپ نے پوچھا، کیا تو سوراخ میں جھکا تھا (یا اس میں ہاتھ ڈالا تھا)؟ مقداد نے جواب دیا، نہیں۔ فرمایا، اللہ تمھیں اس مال میں برکت دے، تم پر صدقہ واجب نہیں۔ (ابوداؤد، رقم ۳۰۸۷۔ ابن ماجہ، رقم ۲۵۰۷)

۲۵ ذی قعد ۱۰ھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر حجۃ الوداع پر روانہ ہوئے۔ (مدینہ سے چھ میل باہر) مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ پہنچ کر آپ نے ارشاد فرمایا، جو حج (قران) کا احرام باندھنا چاہتے ہیں، حج کی نیت کر لیں اور جو عمرہ (کر کے حج تمتع) کرنا چاہتے ہیں، عمرہ کی نیت کر لیں۔ اسماء بنت ابوبکر کہتی ہیں، میں، عائشہ، مقداد اور زبیر ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے عمرہ (حج تمتع) کی نیت سے احرام باندھا۔ (مسند احمد، رقم ۲۲۹۶۲) اس حدیث کی سند میں ضعف ہے۔

۱۱ھ، یعقوبی کے بیان کے مطابق مہاجرین میں سے عباس، فضل بن عباس، زبیر بن عوام، خالد بن سعید، مقداد بن اسود، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، عمار بن یاسر، برا ابن عازب اور ابی بن کعب نے خلیفۂ اول ابوبکر کی بیعت نہ کی۔ اہل سنت علما کا اصرار ہے، سیدنا علی اور سیدنا زبیر سمیت تمام صحابہ نے بالاتفاق ابوبکر کی بیعت کر لی۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد علی کی جس بیعت کا ذکر آتا ہے، وہ ان کی بیعت ثانیہ ہے جو میراث کے مسئلہ پر ابوبکر اور فاطمہ میں ہونے والی شکر رنجی دور کرنے کے لیے کی گئی۔

حضرت مقداد بن اسود نے جنگ یرموک (۱۳ھ: طبری، ابن کثیر، رجب ۱۵ھ: ابن عساکر) میں بھی شرکت کی۔ وہ ہر فوجی کے پاس جاتے اور سورۂ انفال اور جہاد کے بارے میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر سناتے۔ وہ حمص کے محاصرہ (۱۵ھ) میں ابوعبیدہ بن جراح کے ساتھ تھے۔ محاصرہ ختم ہونے کے بعد ابوعبیدہ نے انھیں بلی بھیج دیا۔ ۲۰ھ میں انھوں نے فتح مصر کی مہم میں حصہ لیا۔ ابوراشد حرانی کہتے ہیں، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے دار مقداد بن اسود کو حمص میں سنار کے ایک بکس پر اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا کہ لحیم شحیم ہونے کی وجہ سے ان کا جسم لٹک رہا تھا۔ وہ جنگ میں جانے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ میں نے کہا، اللہ نے آپ کو صاحب عذر قرار دیا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہے۔جواب دیا، مجھے سورۂ بحوث (سورۂ توبہ) کی اس آیت نے بیٹھنے نہیں دیا'انفروا خفافاً و ثقالاً و جاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللّٰہ '۔نکل آؤ،تھوڑا مال رکھتے ہو یا زیادہ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جانوں سے جہاد کرو۔(مستدرک حاکم،رقم ۵۴۸۷)

۲۰ھ،عہد فاروقی میں عبداللہ بن عمر، زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود غنیمت میں ملنے والے مال مویشیوں کی خبر لینے خیبر گئے۔اس موقع پر یہودیوں نے بدعہدی کی ،انھوں نے عبداللہ بن عمر پر اس وقت حملہ کیا جب وہ سوئے ہوئے تھے۔مار پیٹ کر ان کے کہنیوں کے جوڑ اتار دیے۔تب یہودیوں کی اس مسلسل عہد شکنی پر سیدنا عمر نے انھیں مدینہ سے نکال باہر کیا۔(مسند احمد،رقم ۹۰)

خلیفۂ دوم حضرت عمر بن خطاب کی تدفین کے بعد نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے ان کی مقرر کردہ مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔عمر کی وصیت کے مطابق مقداد بن اسود نے ارا کین شوریٰ کو مسور بن مخرمہ کے گھر جمع کیا۔پھر وہ چلے گئے اور سیدنا عمر ہی کی ہدایت کے مطابق ابوطلحہ انصاری اور ان کے ساتھیوں نے پہرہ دیا۔انتخاب عثمان اور علی کے بیچ معلق ہوا اور عبدالرحمان بن عوف پر فیصلے کی ذمہ داری آئی تو انھوں نے عامۃ المسلمین سے فرداً فرداً مشورہ کیا۔مقداد بن اسود سے پوچھا تو انھوں نے علی کے حق میں ووٹ دیا۔شیعہ محدث کلینی کا کہنا ہے،مقداد نے خلافت اہل بیت کو دینے پر زور دیا۔

www.javedahmadghamidi.org

قبرص عہد عثمانی میں ۲۷ھ (دوسری روایت: ۲۸ھ) میں فتح ہوا۔قبرص پر حملے میں مقداد بھی شریک تھے۔

ایک شخص خلیفۂ سوم سیدنا عثمان کے پاس آ کر ان کی مدح سرائی کرنے لگا۔حضرت مقداد پاس تھے،آگے بڑھے، گھٹنے موڑ کر بیٹھ گئے اور اس کے منہ پر مٹی کنکر ڈالنے لگے۔سیدنا عثمان نے پوچھا،یہ کیا؟ مقداد نے جواب دیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کثرت سے تعریف کرنے والوں کے منہ پر خاک ڈالنے کا حکم دیا ہے۔(مسلم، رقم ۷۶۱۶) حضرت مقداد سیدنا علی کے بہت قریب تھے،دونوں کی آرا اور خیالات ملتے تھے۔سیدنا علی کہتے ہیں، میں ایسا شخص تھا جسے مذی (pre-seminal fluid) بہت آتی تھی، ہر بار غسل کرتا جس سے میری کمر دکھنا شروع ہو گئی۔(ابوداؤد، رقم ۲۰۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کی وجہ سے یہ مسئلہ آپ سے پوچھ نہ سکتا تھا،اس لیے مقداد (عمار بن یاسر،نسائی،رقم ۱۵۵) کو کہا۔ان کے سوال پر آپ نے ارشاد فرمایا''یہ مرد کا پانی ہے، ہر مرد کو مذی آتی ہے۔ذکر اور خصیوں (testicles & penis) کو دھو لو اور وضو کر لو۔''(بخاری، رقم ۲۶۹،مسند احمد،رقم ۱۲۳۸)

خلیفۂ سوم حضرت عثمان حج قران (ایک ہی احرام سے عمرہ و حج کرنا) کرنے سے منع کرتے تھے۔مقداد بن اسود اس بات کی شکایت لے کر سیدنا علی کے پاس آئے۔وہ مدینہ کے کنویں سقیا پر اپنے اونٹوں کو پتے کھلا رہے تھے اور آٹا ملا

پانی پلا رہے تھے۔ مقداد نے کہا، دیکھیں! یہ عثمان بن عفان حج و عمرہ میں قران کرنے سے روکتے ہیں۔ سیدنا علی اسی حالت میں کہ ان کے ہاتھوں اور بازوؤں پر آٹا اور پتے لگے ہوئے تھے، حضرت عثمان کے پاس چلے آئے اور کہا، آپ حج قران سے روکتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا، یہ میری فقہی راے ہے۔ سیدنا علی غصے سے یہ پکارتے ہوئے لوٹ آئے 'لبیك اللّٰهم لبیك بحجة و عمرة معاً'۔ (موطا امام مالک، رقم ۶۹۲)

حضرت مقداد کا حلیہ ان کی بیٹی کریمہ نے یوں بیان کیا ہے، مقداد لانبے، گندم گوں اور سرخی مائل تھے۔ سر کے بال گھنے اور ابرو ملے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ ڈاڑھی بہت بڑی تھی نہ چھوٹی، اس پر زرد رنگ لگاتے۔

حضرت مقداد کی وفات عہد عثمانی (۳۳ھ) میں مدینہ سے تین (یا آٹھ) میل دور واقع مقام جرف میں ان کی اراضی پر ہوئی۔ مقداد کا پیٹ بڑا تھا۔ ان کے رومی غلام نے ان سے کہا، میں آپ کا پیٹ کاٹ کر اس میں سے چربی نکال دیتا ہوں تو وہ ہلکا ہو جائے گا۔ اس نے چربی نکالنے کا آپریشن کیا اور پیٹ سی دیا، لیکن اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔ غلام بھاگ نکلا۔ میت کو کندھوں پر رکھ کر مدینہ لایا گیا، نماز جنازہ عثمان نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ ان کی عمر ستر برس ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق ان کی وفات خروع کا تیل (ارنڈی کا تیل، castor oil) پینے سے ہوئی۔ مقداد کی وفات کے بعد عثمان ان کی مدح کرتے رہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت مقداد نے زبیر بن عوام کو اپنا وصی بنایا۔ انھوں نے حسن و حسین کے لیے اٹھارہ اٹھارہ ہزار درہم اور امہات المومنین میں سے ہر ایک کے لیے سات سات ہزار کی وصیت کی۔ ان سب نے یہ رقوم قبول کر لیں۔

حضرت مقداد کے بیٹوں نے علی و معاویہ کشمکش میں سیدنا علی کا ساتھ دیا۔ ان کی ایک بیٹی کا نام کریمہ تھا جنھوں نے ان سے کئی روایات نقل کی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا اور کہا، میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ ''علی، مقداد، ابوذر اور سلمان فارسی۔'' (ترمذی، رقم ۳۷۱۸، ابن ماجہ، رقم ۱۴۹، مسند احمد، رقم ۲۲۹۶۸) مسند احمد کی یہ روایت ضعیف اور منقطع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اسے سات معزز رفقا و وزرا نہ دیے گئے ہوں جبکہ مجھے چودہ نقیبوں (سات قریش سے اور سات باقی مہاجرین میں سے) کی معیت حاصل ہے۔ ان کے نام یہ ہیں، حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابوبکر، عمر، مقداد، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، سلمان، عمار، بلال اور ابوذر۔'' (رقم ۶۶۵، ۱۲۶۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت مقداد کو کسی مہم کا سربراہ بنا کر بھیجا۔ لوٹے تو دریافت فرمایا، تو نے امارت کیسی پائی؟ مقداد نے جواب دیا، مجھے یہی خیال آتا رہا

کہ سب ماتحت میرے غلام ہیں۔ واللہ! جب تک میں زندہ ہوں، کوئی منصب نہ سنبھالوں گا۔ (مستدرک حاکم، رقم ۵۴۸۸، حلیۃ الاولیا ۵۶۴) یہ خیال ان میں اتنا پختہ ہو گیا کہ نماز کی امامت کرنے کو کہا جاتا تو بھی انکار کر دیتے۔ (تہذیب التہذیب) انس بتاتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو بلند آواز سے تلاوت کرتے سنا تو فرمایا، خشیت الٰہی رکھنے والا ہے، وہ صحابی حضرت مقداد بن اسود تھے۔

ایک تابعی نے حضرت مقداد سے کہا، خوش بخت ہیں وہ آنکھیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ وہ کچھ دیکھ لیتے جو آپ لوگوں نے دیکھا اور ان مواقع پر، ان معرکوں میں موجود ہوتے جہاں آپ رہے۔ حضرت مقداد کو غصہ آ گیا، بولے، کیا معلوم، یہ آرزو رکھنے والا اس وقت ہوتا تو کس مقام پر ہوتا؟ ایسے لوگوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا جنھیں اللہ نے مونھوں کے بل دوزخ میں جھونک دیا، کیونکہ انھوں نے آپ کو مانا نہ تصدیق کی۔ تم اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ تمھاری آزمایش پہلوں نے جھیل لی، تم اللہ ہی کو مانتے ہو اور اس کے انبیا کو سچا جانتے ہو۔ آپ کے زمانے کا حال یہ تھا کہ آپ کے لائے ہوئے، حق و باطل کو ممیز کرنے والے فرقان نے باپ بیٹے میں تفریق پیدا کر دی تھی۔ ایک شخص کا دل اللہ نے ایمان کے لیے کشادہ کر دیا ہوتا تھا، لیکن وہ دیکھتا تھا کہ اس کا باپ، بیٹا یا بھائی کفر میں مبتلا ہیں۔ اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک کیسے مل سکتی تھی جب اس کے پیارے جہنم میں جانے والے تھے۔ (مسند احمد، رقم ۲۳۸۱۰)

حضرت مقداد بن اسود کا قول ہے، ''میں کسی شخص کے بارے میں اچھا برا کچھ نہیں کہتا یہاں تک کہ اس کا انجام نہ دیکھ لوں، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن رکھا ہے، ابن آدم کا دل اس ہنڈیا سے بھی زیادہ الٹتا پلٹتا ہے جو خوب جوش کھا رہی ہوتی ہے۔'' (مسند احمد، رقم ۲۳۸۱۶، حلیۃ الاولیا ۵۶۶)

مشہور تابعی سائب بن یزید کہتے ہیں، میں طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص، مقداد بن اسود اور عبد الرحمان بن عوف کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے نہیں سنا سوائے اس کے کہ طلحہ جنگ احد کی باتیں بتاتے تھے۔ (بخاری، رقم ۲۸۲۴) صحابہ کا یہ طرز عمل احتیاط پر مبنی تھا تاہم مقداد نے بے شمار روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کیں۔ ان میں سے ایک بخاری میں اور چار مسلم میں شامل ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں، علی، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، انس، مستورد بن شداد، ابو ایوب انصاری، طارق بن شہاب، عبید اللہ بن عدی، ہمام بن حارث، عبد الرحمان بن ابو لیلیٰ، میمون بن ابو شبیب، سلیمان بن یسار، سلیم بن عامر، عمر بن اسحاق، جبیر بن نفیر، شریک بن سمی، حارث بن سوید، سائب بن یزید،

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سعید بن عاص، عبداللہ بن سخبرہ، ان کی اہلیہ ضباعہ بنت زبیر اور بیٹی کریمہ بنت مقداد۔

مقداد سے مروی چند احادیث: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی لکڑی، ستون یا پتھر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہو۔ آپ اسے اپنے بائیں یا دائیں ابرو کے مقابل کر لیتے، بالکل سامنے نہ رکھتے۔ (ابوداؤد، رقم ۶۹۳) ایک بار مقداد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، ایک کافر مجھ سے جنگ کرتے ہوئے میرا ایک ہاتھ کاٹ دے پھر ایک درخت کی اوٹ لے کر کہے، میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ آپ کا کیا ارشاد ہے، میں اسے قتل کر دوں؟ فرمایا، نہیں۔ مقداد نے پھر پوچھا، یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے، میں اسے نہ ماروں؟ آپ نے فرمایا، اسے قتل نہ کرو، کیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ ایمان کی حالت میں مرے گا جو اس نے قتل ہونے سے پہلے قبول کیا تھا، لیکن تم ویسے کافر ہو جاؤ گے جیسے وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا۔ (بخاری، رقم ۴۰۱۹، مسلم، رقم ۱۸۷) مقداد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، ''خوش بخت ہے جو فتنوں سے محفوظ کر دیا جائے، خوش بخت ہے جو فتنوں سے دور کر دیا جائے، سعادت مند ہے جو فتنوں میں پڑنے سے بچ جائے۔ جو ان میں مبتلا ہوا اور صبر کیا، اس کے کیا کہنے۔ (ابوداؤد، رقم ۴۲۶۳)

شیعہ سیدنا علی اور اہل بیت کے علاوہ صرف تین (دوسری روایت: کل سات، عمار بن یاسر، جابر بن عبداللہ انصاری اور بلال) صحابہ سلمان، مقداد اور ابوذر کو مخلصین میں شمار کرتے ہیں۔ امام محمد باقر سے یہ روایت منسوب کی گئی ہے کہ (سیدنا علی کا آخر تک ساتھ دینے والے) عمار بھی (معاذ اللہ) دین سے پھر گئے تھے البتہ مقداد ارتداد سے بالکل پاک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ مورخین مقداد کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ 'اختصاص' میں امام جعفر صادق کا قول نقل کیا گیا ہے، امت میں مقداد کا رتبہ وہی ہے جو قرآن مجید میں لفظ 'الف' کا ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری، شرکۃ دار الارقم)، المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دار الارقم) الموسوعۃ الحدیثیۃ (مسند امام احمد بن حنبل)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، معجم الصحابۃ (ابن قانع)، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء (ابونعیم اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، Wikipedia

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com